کرب و بلا

اللہ کا شہر

ڈاکٹر شفقت فاضلی

وہ دن گئے افلاک پر جاتے تھے آدمی
اب کھُل گیا ہے خاک پر دفتر معراج کا

کرب و بلا اللہ کا شہر
ڈاکٹر شفقت فاضلی

ہم اور خدائے مہرباں

وہ ہم تک ہے اور ہم اس مہرباں تک
ہیں اپنے سلسلے جانے کہاں تک
مہک سانسوں کی اور دھڑکن دلوں کی
کہانی جا ملی ہے ایک جاں تک
یہ دریا خون کے سر عاشقوں کے
یہ سب جاتے ہیں اس کے آستاں تک
سفر ہے کہ ختم ہوتا نہیں ہے
ہزاروں لامکاں ہیں اس مکاں تک
لکھا ہے کہ خدا دیکھے خدا کو
قرآں شفقت ہی پہنچے ہے قرآں تک

شفقت فاضلی

INTERNATIONAL STANDARD BOOK NUMBERING AGENCY
GOVERNMENT OF PAKISTAN, DEPARTMENT OF LIBRARIES
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN, CONSTITUTION AVENUE, ISLAMABAD—PAKISTAN
PHONES : 9206436, 9206440, 9202544, 9202549 FAX : 221375

فارم نمبر ۱

ناشر کا نام اور مکمل پتہ : منظور حسین شفقت فاضلی (مرحوم ومغفور)۔بانی اسلامی تصوف دانش گاہ عالیہ، المعروف تصوف کی دُنیا۔محبت کی دُنیا، مسجد الودود، فاضلی روڈ، گلشن الٰہ دین، عقب کینال کنٹری کلب، رحیم یار خان

کوڈ نمبر:- ISBN 969—

سابقہ شائع شدہ کتب کے لئے معلوماتی فارم

(براہ کرم ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کے لئے علیحدہ فارم استعمال کریں)

۱- کتاب کا مکمل عنوان (ٹائٹل) کرب و بلا اللہ کا شہر

۲- کتاب کے اصل مصنف کا (یا مصنفین کے) مکمل نام : ڈاکٹر شفقت فاضلی (مرحوم ومغفور)

۳- کتاب کے مترجم / مرتب / ایڈیٹر کا مکمل نام : عامر حسین فاضلی

۴- سن اشاعت : 2018ء

۵- ایڈیشن : پہلا ایڈیشن

۶- سائز (حجم) : 8.5 انچ x 5.5 انچ x 0.50 انچ

۷- صفحات : 136 صفحات

۸- تصاویر، نقشہ جات وغیرہ کی تفصیل : دو تصاویر (صفحہ نمبر 3 پر مصنف کی تصویر اور 5 پر مزار کی تصویر)۔کوئی نقشہ نہیں ہے۔

۹- قیمت (اندرون ملک) : 300 روپے قیمت (بیرون ملک) 300 روپے

۱۰- جلد بندی (مجلد / پیپر بیسک) مجلد ہارڈ بیک، سرخ ٹائٹل

۱۱- کتنی تعداد میں چھاپی گئی : 250 تعداد

۱۲- کس زبان میں لکھی گئی : اُردو

۱۳- کیا سٹاک میں موجود ہے : جی ہاں موجود ہے

نوٹ : ایڈیشن سے مراد ایسی اشاعت ہے جس میں کتاب کے مواد یا طرز طباعت میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔
معلومات نامکمل ہونے کی صورت میں نمبر تفویض نہیں کیا جائے گا۔

تفویض شدہ آئی ایس بی این

ISBN —978-969-23523-0-7

دستخط :

نام عہدہ و مہر :

تاریخ :

کرب و بلا

اللہ کا شہر

ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی

وہ دن گئے افلاک پر جاتے تھے آدمی
اَب کُھل گیا ہے خاک پر دفتر معراج کا

﴿ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب : کرب و بلا اللہ کا شہر

مصنف : ڈاکٹر شفقت فاضلی

تزئین و ترتیب : عامر حسین فاضلی

کمپوزنگ : سیف فاضلی ، اچھرہ لاہور

سن اشاعت : 2018ء

تعداد : 250

قیمت : -/300 روپے

پرنٹر : محمد عمران الحق ، وحدت پرنٹرز

ڈاکٹر شفقت فاضلی نے وحدت پرنٹرز ، اردو بازار ، لاہور

سے پرنٹ کروا کر

اسلامی تصوف دانش گاہ عالیہ المعروف

تصوف کی دنیا محبت کی دنیا

مسجد الودود ، فاضلی روڈ ، گلشن الہ دین ، عقب کینال کنٹری کلب

رحیم یار خان

سے شائع کیا۔

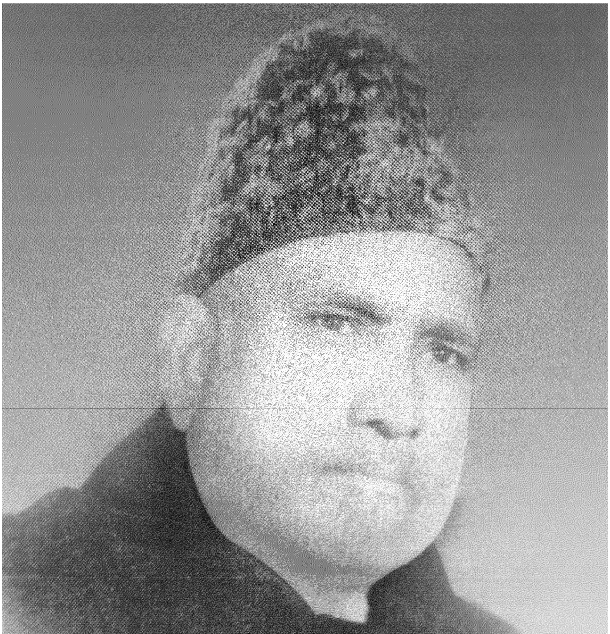

ڈاکٹر شفقت فاضلی

انتظار گاہِ جمالِ خداوندی

جس کی تعمیر خود ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی صاحب نے اپنی
زندگی میں کروائی

مرقد

انتظار گاہِ جمالِ خداوندی

مرقد ہے حُسنِ یار کے دیدار کی جگہ
دنیا سے تنہا پیار کے اظہار کی جگہ
خاموشیاں ہیں چار سُو آہٹ کہیں نہیں
سجدوں کو مل گئی ہے اب پیزار کی جگہ

ڈاکٹر شفقت فاضلی

فہرست مضامین

سیریل نمبر	کلام	صفحہ
1	معرفتِ الٰہی	10
2	پیش لفظ	11
3	تقریظ،سیف فاضلی	12
4	تصوف میں اسلام کی دو عیدیں	15
5	کرب و بلا اللہ کا شہر، عاشقانِ خدا کے جھرمٹ میں	17
6	شہر کربلا	19
7	دولہا کربل کا	21
8	شاہسوارِ کربلاؑ	22
9	حشر میں کربلا والوں کی آمد کا منظر	24
10	ہم اور خدائے مہربان	26
11	صدقے حسینؑ کے	28
12	روئے مرتضیؑ حضرت عباسؑ علمدار	31
13	مولا حسینؑ اور میں، ایک سوال اور اُس کا جواب	32
14	حسینؑ نامہ	34
15	شامِ غریباں نہیں شامِ امیراں	39
16	فرمانِ حسینؑ	41
17	خداوندِ حُسن کی کربلا میں جلوہ گاہیں	43
18	حُسنِ یار کی آرتی	47
19	اخلاقِ عاشقی	49
20	کرب و بلا اللہ کا شہر، جہاں نمازِ عیدِ معلیٰ باجماعت ادا کی گئی	51

صفحہ	کلام	سیریل نمبر
53	عباسؑ جانِ مرتضیٰؑ شانِ مرتضیٰؑ	21
56	کربلا، ہے نقشہ کربلا من کی گلی کا	22
59	بازوئے شمشیرزن، حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب	23
60	اقلیمِ وفا	24
61	روزہ اور ارشادِ خداوندی، روزے کا بدلہ میں ہوں	25
62	روزوں کی گذرگاہیں	26
63	رمضان ماہِ عاشقاں	27
66	ماہِ صیام میں، اللہ اور روزے دار کبھی روبرو کبھی آس پاس	28
68	روزہ	29
70	کلمہ، نماز، روزہ اور مسلمان	30
71	کچھ ماہِ رمضان سے	311
73	روزہ، ولائیتِ کامل اور عشقِ خداوندی کی تکمیل	32
75	رحمتوں بھرا تہوار اور لچھے دار تقریر	33
77	عیدالفطر کی چاندرات کا ایک منظر	34
79	حضرت علیؑ کے حق میں	35
81	مہرِ فاطمہؑ، اسلامی نکاح کا بنیادی حصہ	36
83	اُمِ فاطمہؑ، حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ	37
85	نکاحِ زہرہؑ، نکاح کے معنی	38
87	نکاحِ زہرہؑ	39
89	حق مہر کا غلط استعمال اور اسکی توہین و ذِلت	40
91	غیر معجّل حق مہر، ایک فتنہ ساز دستاویز	41
93	ولیمہ، تصوف کے آئینے میں	42
95	عورت، المعروف معصومہ مومنہ	43

سیریل نمبر	کلام	صفحہ
44	فرمانِ مصطفیٰ ﷺ، بیٹی کو چھپا کے رکھ	97
45	حضرت ہاجرہؑ اور حضرت ابراہیمؑ	100
46	حج میلادِ ہاجرہؑ	102
47	خیر و شر کے حوالے سے، جنت کس ماں کے قدموں میں ہے؟	104
48	تاریخ کے آئینے میں اہل دانش کا تجزیہ	106
49	قربانیوں کا عاشقانہ سفر	108
50	دنیا کی آخری قسط، خداوند قدوس کا اپنے فرشتوں سے خطاب	110
51	فیضانِ ہاجرہؑ	111
52	گھر سیدھا	113
53	احترامِ قلندرؒ	115
54	فقیر نہیں بولتا، فقیر کا عمل بولتا ہے	117
55	سرتاپا خدا، تصوف کی دنیا محبت کی دنیا	119
56	تصوف کی دنیا، چہ است؟	121
57	تصوف کی روشنی میں، مشورہ	123
58	دل کی حالت دیکھ	125
59	حال کی حقیقتیں اور سچائیاں	127
60	آہ! آج کا ہمارا تمدن	129
61	تضمین	131
62	واہ رے خاکی	133
63	گنبد یا ٹاور	135

معرفتِ الٰہی

پیارے یادرکھ!

مجسم کا ایک غیر مجسم ہوتا ہے جسے ہم روح کہتے ہیں،

لہذا

یہ مجسم دنیا کسی اور غیر مجسم دنیا کا ظہور ہے،

جیسے

قدرت غیر مجسم ہے اور کائنات اُس کا ظہور یعنی جسم ہے،

بعین اِسی طرح

خدا غیر مجسم ہے اور انسان اُس کا جسم ہے اور اِسی مجسم ہی کی سب پر خلافت

ہے۔

پیش لفظ

☆☆☆

اللہ ، حسینؑ ، یزید اور شِمر
یہ چار عناصر ہوں تو بنتی ہے کربلا

☆☆

وہ کربلا نہیں ہے کہ جس کا نہیں حسینؑ
جس کا یزید نہ ہو وہ بے جاں ہے کربلا
لَوٹے نہ آفتاب اور شق القمر نہ ہو
کاٹے نہ سر حسینؑ کا جب تک شمر نہ ہو

ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی

تقریظ

جناب بابا حضور علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب سے ملاقات سے پیشتر میری توجہ زندگی کو سمجھنے میں تھی۔ طلب تھی راہِ حق کی، مقصد کی، سچائی کی، اپنی اہلیت کے مناسب، جیسا کہ فرمایا گیا ہے۔

''ہم کسی نفس پر اُس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔''

۲۸۶ (سورۃ البقرہ)، ۴۲، (سورۃ اعراف)، ۶۲، (سورۃ المومنون)

یادِ ماضی ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک جگہ جہاں میں راہ گزرتے لوگوں پر گندگی پھینکا کرتا جیسے وہ بوڑھی عورت جس نے دو جہانوں کے تاجدارؐ کے ساتھ ایسا کیا۔ پر میرا وہ گندگی پھینکنا ظاہری ہرگز نہ تھا۔ دورِ حاظر کے لوگوں کی طرح مادہ پرستی کے جھانسے میں تھا۔ معاشرے میں موجود نفسانفسی کا حصہ تھا۔ تقلید اور تلقین سے پُر تھا۔ بندگی اور اطاعت سے ناواقف تھا۔ عاجزی اور حضوری جیسے نام سُنے تھے۔ سراسر جہالت میں تھا۔

پھر ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ وہ دوست میری تلخ گندگی کو اپنے نبیؐ کی سکھائی گئی تعلیم سے سمیٹ کر لے جاتا اور دوسرے دن پھر اپنے سکھائے گئے سبق کو دہراتا۔ اُس کے محبت بھرے انداز نے مجھے بیرونی گندگی سے پاک کر دیا اور میری اندرونی گندگی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے جناب بابا حضور علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

جناب بابا حضور علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب سے پہلی ہی ملاقات نے تمام تر سوچوں، فکروں، تجربات، احساسات اور کیفیات کو اِک نکتہ پر مرکوز کر دیا۔ مجھے مادہ پرستی کے معنٰی سے روشناس کیا۔ نفسانفسی کی دوڑ سے باہر نکالا۔ تقلید کی روِش پر قلم پھیرا اور تلقین کو خود پر آزمانے کا گُر سکھایا۔ بندگی اور اطاعت سے واقفیت کرائی۔ عاجزی اور حضوری کے آداب بتائے۔ جہالت کے اندھیرے میں روشنی کا چراغ تھما کر مجھ کو مجھ سے واقف کرایا۔ ظاہر کی دنیا سے باطن کے سفر کی طرف رخ پھیر دیا۔

اب میرا اُس پیاسے جیسا حال ہے جو اُس جوش میں آئے دریا کے سامنے اُس کے جلال اور دلکشی میں غرق ہے۔ پاک دریا ہمیشہ سے ہی انسانیت کے لئے پاکیزگی کا سبب رہے ہیں اور وہی اللہ ہے جو اِن دریاؤں کو پاکیزگی عطا کر رہا ہے۔

انسان جس ماحول میں خود کو زندہ سمجھ رہا ہے وہ حقیقت میں مادی ماحول کی کشش ہے جس کی دوڑ میں انسان عزت وشہرت اور مقام چاہتا ہے اور اِس دوڑ میں وہ اپنے ہی نفس کے گرد چکر لگائے جا رہا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کی ہوس میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ نفسانی خواہشات سے نجات ہی نفس کی پہچان کے لئے پہلا قدم ہے۔ فرمان نبیؐ ہے، 'جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا'۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیسا ہے؟ نفس کی پیروی ہی سے انسان خود کو خدا سے دور کرتا جا رہا ہے۔

اِس کے باوجود کہ یہ سب انسان کے لئے اطمینان کا باعث نہیں، خواہشات کی دھوپ انسان کو مسخ کرتی جا رہی ہے۔ اس سے نجات کے لئے علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

دورِ حاضر کے عقیدے سے خالی اور عقیدت سے بھرے نفسا نفسی کے اِس عالم میں انسان جس سراب میں گرفتار ہے وہاں ہر طرف اپنی کامیابی اور برتری میں، ظاہر کو سمجھنے اور باطن کے ہونے میں فرق کو جانے بغیر، اُس میں پوشیدہ راز سے غافل ہے۔

انسان تقلید کے اس دور میں تلقین کی صف میں کھڑا عبادات کی مشقت میں کنفیوزڈ الفاظ اور سوچ کی قید میں ہے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کو نہ دیکھ معنی پر غور کر اور اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں کسی بھی مثال کو دینے میں نہیں شرماتا چاہے وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اس لئے سوچ کو الفاظ کی قید سے آزاد کرنا اور معنی کو سینے میں محفوظ کرنے کا گُر جو بابا حضور نے سکھایا ہے اُس سے اِس کائنات میں چل رہی زندگی کی اِس کہانی میں ٹِوسٹ (Twist) آ گیا ہے جو کہ ہمارے دادا مرشد بابا صاحب حضرت فضل شاہ نور والے سرکارؒ کے قول کی حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ جس حال کا ماضی شانہ بہ ہو وہ حال جھوٹا ہے۔ یعنی اگر ماضی میں اللہ کے دوست اور راز دار آتے

رہے ہیں تو وہ یقیناً حال پر بھی موجود ہوں گے۔حال میں بابا حضور علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب سے بہتر میں نے کسی کو اللہ کا دوست نہ پایا۔

انسان کو زندگی میں کسی ایک کی تو غلامی کرنی ہی چاہیے تاکہ بندگی اور اطاعت کو سمجھے۔ غلام 'ایاز' ہوگا تو مالک 'محمود' ہی ہوگا۔ بندگی اگر عاجزی کے ساتھ ہو، تو حضوری مل ہی جاتی ہے۔ اور عاجزی کے ساتھ صادق وامین ہوکر خیر اور شر کے اِس بازار سے گذرو گے تو پھر ہی منزل ملے گی۔منزل اگر خوبصورت ہو تو راستہ کی فکر چھوڑ دو جو منزل دکھانے والا ہے وہی منزل پر لے کر بھی جائے گا۔ ماضی شاہد ہے۔

پیشتر اِس کتاب 'کرب و بلا اللہ کا شہر' کے خالق بابا حضور چھ (6) کتب تصوف (یعنی بندے اور اللہ کے درمیانی رابطہ) پر تخلیق کر چکے ہیں۔ بابا حضور نے جس انداز میں انسان کو جو کہ اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے حقیقت سے روشناس کرایا ہے اِس کی مثال نہیں ملتی۔ ماضی کے معتبر ترین درویشوں، فقیروں اور عاشقوں نے اللہ کا اس کے پاک بندوں کے ساتھ رابطے اور حقیقت کے رازوں سے جس طرح پردے ہٹا کر انسان کو رب کے قریب کیا ہے، اُسی طرح اِس کتاب میں بھی بابا حضور نے مزید رازوں کو آشکار کیا ہے۔ یہ اللہ کے کسی راز دار اور عاشق کا ہی کام ہے۔

جس طرح ماضی میں اللہ کے دوستوں نے اللہ سے حاصل کردہ علم وحکمت سے انسان کو جلا بخشی ہے دورِ حاضر میں بابا حضور نے خیر اور شر کو محبت کے انداز میں کھولا ہے اور پھر خیر میں چھپے شر اور شر میں چھپے خیر سے انسان کو آگاہ کیا ہے۔اس سے انسان کو اس دھوکے سے بھری زندگی میں راحت عطا ہوئی ہے۔

مری دعا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے طالب پر باطن کے سفر کا راستہ واضح ہو اور مشقت بھری زندگی سے آزادی پائے۔

سیف فاضلی -اچھرہ، لاہور

خادمِ اسلامی تصوف دانشگاہ عالیہ،

رحیم یار خان

تصوف میں اسلام کی دو عیدیں

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

عیدالاضحیٰ خدا کے عشق کی ابتدا
عیدِ معلیٰ یا عید کربلا خدا کے عشق کی انتہا

اِدھر تھی وادیٔ بطحا اُدھر تپتا ہوا صحرا
خدا کی عاشقی کا تھا اِدھر اول اُدھر آخر حر
خدا نے لہلہاتا پھول کی مانند عشق اپنا
اُدھر جا ٹانکا نیزوں پر اِدھر لہرایا خنجر پر

حُسن تھا کہ سنبھالے نہ سنبھلتا تھا خداوند کا
کبھی آتا وہ نازاں پر کبھی گل ہائے خنداں پر
اِنہیں عیدوں میں حُسن و عشق پر کچھ ایسا عالم تھا
کسی کے ہونٹ تھے تِل پر کسی کے ہونٹ جھومر پر
یہ کہہ کر حُسن نے افلاک سے رختِ سفر باندھا
جگہ اب نہ رہی ہے عرش کے بھی بالا خانوں پر
میرے مشتاق ہیں کہ عشق میں روکے نہیں رکتے
چلے آتے ہیں لہراتے سروں کو لے کے ہاتھوں پر

میں چاہتا ہوں کہ کھولوں خاک پر معراج کا دفتر
جگہ وہ کربلا ہی ہے جہاں ہیں عشق کے افسر

یہاں آئیں ملیں مشتاق مجھ کو میرے دفتر میں
جہاں نہ آہٹ و کھٹکا تکیں مجھ کو یہ جی بھر کر
یہاں شفقت فقط میں ہوں یا مجھ کو دیکھنے والے
کٹے یاں سر قیامت کا حشر گذرے ہے محشر پر

کرب و بلا اللہ کا شہر

عاشقانِ خدا کے جھرمٹ میں

دیکھی چشمِ دل سے جو کربلا کہا ساتھیوں سے حسینؑ نے
یہاں حُسن و عشق ہیں روبرو یہاں سر بچانا حرام ہے

یہاں شوخیاں ہیں گھٹاؤں میں یہاں مستیاں ہیں ہواؤں میں
یہاں میکدے ہیں نگاہ نگاہ یہاں آنکھ آنکھ سلام ہے

یہاں کوثروں کے ہیں سر قلم یہاں دل کٹے ہیں فرات کے
یہاں خاک ہے کہ ہے خون خوں یہاں آسماں ہے کہ شام ہے

یہ ہیں اِس جہان کے فیصلے یہ بھی اِس جہاں کا نظام ہے

یاں جو بچ گیا وہ گیا گیا یاں جو کٹ کےگیا وہ اِمام ہے

شفقتؔ یہاں سجا دیا دفتر خدا نے معراج کا

یہاں ہاتھ رب کے ہے ہاتھ میں یہاں گفتگو ہے کہ عام ہے

شہرِ کربلا

جو کربل میں قلم ہوتا نہ سر اُس محرمِ دل کا
نہ کھل پاتا یوں مجھ پر بھید میرے حُسنِ کامل کا
پتہ چلتا نہ کاکل کو خبر ہوتی نہ کاجل کو
کہ محشر ہر سو برپا ہے میرے رخسار کے تِل کا
اڑا جوں سر قیامت کا کٹا جوں جگر محشر کا
حیرانی ہے کہ اس پر بھی وہ چومیں ہاتھ قاتل کا
کہا جبریلؑ نے حق سے گیا تھا کل میں دھرتی پر
اچانک مل گیا مجھ کو وہاں راہزن تیرے دل کا

کہا نم دیدہ یوں اُس نے یہاں میں کب کا بیٹھا ہوں
اُنہیں کہہ دیں بہت بیتاب ہے دل تیرے گھائل کا

وہ گجرا تیرے ہاتھوں کا وہ جھومر تیرے ماتھے کا
یہاں بھی آتا جاتا ہے وہ ساقی تیری محفل کا

کہا اس پر خداوند نے ڈھنڈورا پیٹ دو سارے
جو شفقتؔ مِلنا ہے مجھ سے تو راہ لو شہرِ کربل کا

دولہا کربل کا

سماں کچھ اس طرح کا بندھ گیا تھا شہر کربل کا
ہوا تھا حملہ جس دن اس پہ شفقتؔ حُسنِ کامل کا

رکھی تھی آگ ہونٹوں پر بھرے تھے خم نگاہوں میں
یہی تیر و سپاہ بن کر تھے دیتے ساتھ قاتل کا

اُڑائے جا رہے تھے کربلا میں سر حسینوں کے
کسی پر بھالا کاجل کا کسی پر نیزہ کاکل کا

سرِ اصغرؑ کو شفقتؔ لے گیا حق عرش کی جانب
کہا کہ عاشقوں میں ہے یہی اِک دولہا کربل کا

شاہسوارِ کربلاؑ

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

نہ ٹھہری ہے نہ ٹھہرے ہے نظر جس یار کے آگے
کھڑے ہیں لے کے سر شبیرؑ اُس سرکار کے آگے

وہ قاتل جو نہ آتا تھا کبھی سنسار کے آگے
وہ سنگ رخسار کے خود آ گیا بیمار کے آگے

خدا کو ڈھونڈنا ہے تو کہا شبیرؑ نے آؤ
یونہی سر کاٹ کر رکھو میرے دلدار کے آگے

وہی اِک ذات ہے جو عشق کے لائق ہے دنیا میں
کوئی تلوار کب ٹکتی ہے اُس تلوار کے آگے

ہزاروں شبلیؒ و منصورؒ اربوں رومیؒ و حافیؒ
کئی اُس یار کے پیچھے کئی اُس یار کے آگے

نظارہ ہوگا شفقتؔ کل کہ وہ جب آنکھ اُٹھے گی
کئی کاجل کے پیچھے ہونگے اور کئی دھار کے آگے

حشر میں کربلا والوں کی آمد کا منظر

تکا افلاک نے جب آ رہے تھے کربلا والے
عجب تھی اُس گھڑی ستار کے دربار کی صورت
قیامت کٹ گئی تھی سر قلم تھا روزِ محشر کا
رکھے جب جا رہے تھے سر وہاں قطار کی صورت

رکھا تھا ان میں سر اک مضطرب چھ ماہ کے بچے کا
کہ جو دیدار کو بیتاب تھا بیمار کی صورت

خدا نے دیکھا تو آ چوما اس جانِ چمن گل کو
سجایا اس نے پھر بالوں میں وصلِ یار کی صورت

خدا پھر لے گیا صحراؤں میں ان بادہ خواروں کو
کہا کہ آؤ رندو دیکھو میرے پیار کی صورت

وہ جلوہ حسن زیبا کا نظارہ کاکل و تل کا
چلے ہے جو دلوں پر نیزہ و تلوار کی صورت

ہے جس کا شہرہ مستوں میں ہے جس کا چرچا شاہوں میں
محمدؐ جانِ جاناں اُس مِٹھے منٹھار کی صورت

وہ نغمے جو سناتا تھا مرے کوہ و بیاباں میں
کبھی ملہار کی صورت کبھی بلہار کی صورت

وہی تھا لے گیا اغوا کر کے خاک پر مجھ کو
اُسی نے تھی پھیلائی یہ خبر اخبار کی صورت

دیوانو آؤ میرے دل سے فوٹو کھینچ لو اُس کا
کہ میں نے مست کر رکھا اُسے مے خوار کی صورت

وہ شفقتؔ جو بھی اب کر لے یہاں سے جا نہیں سکتا
کہ میں نے بانہیں اس پر سینچ دیں دیوار کی صورت

ہم اور خدائے مہرباں

وہ ہم تک ہے اور ہم اُس مہرباں تک
ہیں اپنے سلسلے جانے کہاں تک

مہک سانسوں کی اور دھڑکن دلوں کی
کہانی جا ملی ہے ایک جاں تک

یہ دریا خون کے سر عاشقوں کے
یہ سب سجلتے ہیں اس کے آستاں تک

سفر ہے کہ ختم ہوتا نہیں ہے
ہزاروں لامکاں ہیں اُس مکاں تک

لکھا ہے کہ خدا دیکھے خدا کو
قرآں شفقتؔ ہی پہنچے ہے قرآں تک

صدقے حسینؑ کے

خلقت اُتارتی ہے کیوں صدقے حسینؑ کے
دیکھے ہیں اِس نے کیا عجب دھندے حسینؑ کے

جتنے ہوئے حسینؑ سے میلے حسینؑ کے
اُتنے ہی دگنے ہو گئے خرچے حسینؑ کے

لوٹے نہ پھر زمیں پر زندے حسینؑ کے
اُس رات کندھی لگ گئے اندھے حسینؑ کے

کاٹے گئے فرات پر جس نازنیں کے ہاتھ
یہ ہی تھے خاص بندوں میں بندے حسینؑ کے

جتنے ہوئے زمین پر ٹکڑے حسینؑ کے
اُتنے خدا نے آ لئے بوسے حسینؑ کے

آتی رہے گی حشر تک آوازِ بازگشت
عاشق ہوئے تو ہم ہوئے پہلے حسینؑ کے

ملنا خدا سے ہے تو پھر آ مِل حسینؑ سے
مُفتا میں بن کے بیٹھے ہو منگتے حسینؑ کے

کھائے کہ جا رہے ہیں اب کربل کو بیچ کر
پوتے حسینؑ کے کوئی دوہتے حسینؑ کے

کرنی ہے عاشقی تو پھر آنکھیں بچھا کے چل
بکھرے ہیں اِس بازار میں سجدے حسینؑ کے

لاشہ کہیں ہے اور کہیں ہے سر حسینؑ کا
دیکھو سجے رکھے ہیں کیا سودے حسینؑ کے

وہ ناز جس کے ناز پر رقصاں ہے زندگی
وہ ناز جس پہ کٹ گئے کنبے حسینؑ کے

جھنڈے جو کربلا میں جُھلائے حسینؑ نے
وہ اُس حسیّنؑ کے ہیں نہ کہ اِس حسینؑ کے

عاشق بنے تو ہم بنے پہلے حسینؑ کے
معشوق ہم بنے ہیں تو پیچھے حسینؑ کے

شفقتؔ کٹے عباسؑ تو نہ بن سکی کوئی بات
اصغرؑ کٹے تو ہو گئے چرچے حسینؑ کے

روئے مرتضیٰؑ حضرت عباسؑ علمدار

عباسؑ کا چہرہ تھا کہ تنویر علّی کی
دھرتی پہ اُتر آئی تھی تصویر علّی کی

محشر کا جگر چاک ہوا کاٹی قیامت
کفار پہ جب چمکی وہ شمشیر علّی کی

عباسؑ کو دیکھا تو کہا رُوح الامیںؑ نے
کوئی کھینچ کے کیا لایا ہے تصویر علیؑ کی

شفقت کہ جو دیکھے تھے کبھی خواب علیؑ نے
عباسؑ تھا اُن خوابوں میں تعبیر علیؑ کی

مولا حسینؑ اور میں

ایک سوال اور اُس کا جواب

آج تو میں پوچھ کر ہی چھوڑوں گا مولا حسینؑ
تو کہ سچ میں مر گیا ہے یا کہ زندہ ہو گیا

مرنے والوں کی جو رسمیں چل رہی ہیں آپؑ پر
آبرو کھو دی ہے تیری یا کہ سر اونچا کیا

اِس پہ بولے مسکرا کر آنکھ پر موقوف ہے
زندوں نے زندہ کیا ہے مُردوں نے چلتا کیا

دل کی آنکھیں کُھل جائیں تو مَرنا مُرنا کچھ نہیں
آنکھ کھولی آ گیا اور آنکھ بند کی چل دیا

جنت و دوزخ ہیں راہ میں تیری دو چیک پوسٹیں
مال تو غیروں کا ہو گا تُو یہاں پر کٹ کر گیا

پوسٹوں کی بات کی ہے تو پھر اِس پر غور کر
جیسے کہ دنیا میں زن ہے اور تو اِس پہ مر گیا

حاصلِ کربل ہے یہ کہ عاشقی اللہ سے ہو
موت تو اِک پُل ہے شفقتؔ آر کا اور پار کا

حسینؑ نامہ

خداوندِ قدوس اور کشتۂ عشقِ خداوندی حضرت امام حسینؑ کی راز دارانہ باتیں

پوچھا گیا حسینؑ سے اے جانِ دلبراں
یہ سب کہ تجھ کو دے دیے ہیں خُلد و اَمبراں
چاہیے اگر کچھ اور بھی تو اور مانگئے
شرمایئے نہیں ہے بس مانگے ہی جایئے
انعام ہی انعام ہیں جنت کے دل بہار
حوریں ہیں کہ سب آپ پر جانیں کریں نثار

بولے حسینؑ خُلد ہے تسکینِ زاہداں
اور عشق میں اِس کا ذکر توہینِ عاشقاں

حوریں ہیں کہ ہیں ہوس کی شاطر تجلیاں
دیں اُن کو جن میں ہیں بھری شہوت کی بجلیاں

لکھا ہے دستِ سناں نے حور و زناں کے نام
مردوں کی خاک پا ہیں یہ عشاق پر حرام

دینا ہے تو پھر دیجئے اے جانِ جاں وفا
وہ جذب کہ جو آج تک ہے ہم پہ جانکاہ

مانگوں ہوں کربلا میں شہادت ہو بار بار
جلوؤں کو دیکھنے کی اجازت ہو بار بار

چھلنی ہو سینہ تیروں سے دامن ہو تار تار
سر سانگ پر بھی ہو مگر لب پر ہو یار یار

ہے یاد آج تک مجھے کٹنا رکاب کا
وارفتہ دوڑ کر وہاں جُھکنا جنابؓ کا

بادہ ملا جب آنکھ کو من کی شراب کا
نہ عشق تاب لا سکا ہونٹوں کی تاب کا

آباد خانہ ہو گیا خانہ خراب کا
بیچارگی میں اُٹھ گیا پردہ نقاب کا

اِک ایسا اور واقعہ چاہتا ہوں دار پر
پھر آپ سے ملاپ ہو خنجر کی دھار پر

ویسا ملا نہ ہونٹوں کو پھر پیار آج تک
سانسوں میں جسکی آئے ہے مہکار آج تک

ویسی چلی نہ آنکھ کی تلوار آج تک
ویسی پریشاں نہ ہوئی سرکار آج تک

کاجل نے کی نہ اُس طرح یلغار آج تک
جس پر مسیحا پڑ گئے بیمار آج تک

کرتے رہے ہیں آپ کو سب پیار آج تک
مجھ سا ملا نہ آپ کو دلدار آج تک

اس پر کہا خدا نے کہ چھائیں کبھی کبھی
یہ وارداتِ عشق ہیں آئیں کبھی کبھی

یا یہ کہ گھومتے پھریں ہاتھوں میں لے کے ہاتھ
یا یہ کہ ہاتھ آئیں تو آئیں کبھی کبھی

موقعے کہ اِس طرح کے بھی لائیں کبھی کبھی
دونوں جہاں میں حشر ہم ڈھائیں کبھی کبھی
شانوں پہ مصطفیٰؐ کے جو آئیں کبھی کبھی
اُن کو یوں خاک و خون میں لائیں کبھی کبھی

پیدا کہ جس کے واسطے دونوں جہاں کیے
اُنؑ کو بھی پتھروں میں رُلائیں کبھی کبھی

مستی میں میری جو ہوا ہے چاک دل ہے وہ
تصویر جس میں زن کی ہے ناپاک دل ہے وہ
مجھ کو چُرا کے لے اُڑے جو تاک دل ہے وہ
اوپر سے کنڈی َجڑ دے جو لولاک دل ہے وہ
تکنے نہ دے جو غیر کو چالاک دل ہے وہ
خود جیسا مجھ کو کرلے جو افلاک دل ہے وہ

گم ہیں مکان و لامکاں میرے دل کے طاق میں
میں جس میں گم ہو جاؤں ہوں بیباک دل ہے وہ

بولا خدا حسینؑ سے اے جانِ جاں وفا
سر ٹانکنا تو یاد ہے باقی کا کیا بنا

بیشک جو سر ہے سانگ پر دِکھتا ہے سر تیرا
چھلنی یہ سینہ دیکھ لے تیرا ہے یا میرا

دیکھو جو خوں ہے بہہ رہا کربل کی خاک پر
اِس خون میں چہرہ ہے جو تیرا ہے یا میرا

کربل کہ ہے عشاق کے دلبر کا راستہ
اِس پر گلہ کرے ہے جو تیرا ہے یا میرا

شفقتؔ مٹا دیئے ہیں یہ کربل نے فاصلے
اب فاصلہ رکھے ہے جو تیرا ہے یا میرا

شامِ غریباں نہیں شامِ امیراں

شہیدوں کا محبوب خداوندِ قدوس

شہدائے کربلا کی بارگاہِ حق میں حاضری اور معراجِ محبت کی تکمیل

چلے جب یہ سر جانب کوئے لیلیٰ
اٹھا پھر اُدھر سے وہ حُسنِ معلیٰ

رکھے ہاتھ زخموں پہ جب مہکے مہکے
کھلے ہونٹ اللہ کے یوں کہتے کہتے

فرشتوں کی صہبا قطاروں کو لاؤ
محبت میں ڈوبی بہاروں کو لاؤ

نظر میں حُسن کے نظاروں کو لاؤ
تبر تیر و خنجر کی دھاروں کو لاؤ

دکھاؤ اُنہیں یہ محمدؐ کے دلبر
جفاؤں کے خوگر وفاؤں کے سرورؑ

لہو سے خُلد اِن کے سینچی گئی ہے
یہ معراج کہ اب مکمل ہوئی ہے

نگاہوں کے ساغر مجھے بانٹنے دو
محمدؐ کا جوبن مجھے جھانکنے دو

محمدؐ میں چاہت کے کیا بھاگ جاگے
یہ نکلے محبت میں مجھ سے بھی آگے

فرمانِ حسینؑ

سر دِتیاں جے یار ملے تے فیروی سستا جان

کربلا میں درشنِ خداوندی کا اہتمام اوراحبابِ عشق کوسلام

ہیں سبھی یہ عشق کے وجدان کی سرمستیاں
مصطفےٰؐ یکتا بنا اور مرتضےٰؑ مولا بنا

حُسن کے دامان کو جب چومنے آئی صبا
کربلا میں جھولتا ننھا سا اک جھولا بنا

دھیرے دھیرے چہرے سے زلفیں ہٹانے کیلئے
حضرت عباسؑ کے پھر ہاتھ کا غنچہ بنا

سر حسینوں کے سرِ راہ کاٹ کر رکھے گئے
تب کہیں جا کر خدا کے آنے کا رستہ بنا

ذوق تھا حق کو کہ میری اِس طرح سے دید ہو
تب ہی ٹھاٹھیں مارتا وہ خون کا دریا بنا

عشق میں لہرا کے شفقتؔ حق نے لکھا جھوم کر
یہ حسیں وہ ہے جو میرے حُسن کا سہرا بنا

خداوندِ حُسن کی کربلا میں جلوہ گاہیں

فقر کی فقۂ خیر و شر عارفینِ کربلا کے آئینے میں

اِک کربلا ہے خاک پر اِک دل کے طاق پر
ان دونوں کے ہے گھیروں میں دلبر گھِرا ہوا
وہ حُسن جس سے تھی کبھی دنیا فراق میں
وہ حُسن کربلاؤں میں جھومے ہے جا بجا

وہ عشق جس نے رنگ دیا بدر و حُنین کو
بہکے تھے مرتضٰیؑ جہاں جھومے تھے مصطفٰےؐ

پوچھو کہ خاک و طاق کی ہیں کربلائیں کیا
سمجھے گا وہ جو آشنا ہے مَن کی دید کا

وہ کربلا نہیں ہے کہ جس کا نہیں حسینؑ
جس کا یزید نہ ہو وہ بے جاں ہے کربلا

وہ شِمر ہے کہ عشق میں ہے صورتِ نوید
خنجر کہ جسکی دھار تھی پیغام دید کا

اُس سر کے کاٹنے کو کوئی مِل رہا نہ تھا
بوسہ کہ جس پہ نقش تھا شاہ مُرسلینؐ کا

نجانے کتنی محنتوں اور مشکلوں کے بعد
آمادہ اِس پہ ہو گیا دل سبکتگین کا

لائے گئے تھے مرد یہ سب کانٹ چھانٹ کر
تاکہ کریں یہ سامنا بطلِ جلیل کا

اِک اِک تھا اپنے وصف میں اجلال و باکمال
اِک اِک نے حق ادا کیا اپنی سبیل کا

یہ ہیں تو ہے تزئین گلزارِ کربلا
یہ نہ ہوں تو بازار بند ہے صادقین کا

اِن سے حسینؑ بن گیا جھومر جبین کا
اِن سے ہی سربلند ہوا سر عاشقین کا

گردن ہمارے پاس ہے تلوار اُنکے پاس
دلبر ملانے کے ہیں سب ہتھیار اُنکے پاس

ہوتا نہ جب فراق میں وہ یار اپنے پاس
ڈھونڈا کیا تو ملتا وہ دلدار اُن کے پاس

ہم ساجنوں کے پاس تو ہوتا کبھی کبھی
زیادہ وقت گزارتا وہ دشمنوں کے پاس

تفریح کو یار کیلئے بس دو مقام ہیں
دشمن کا آستاں کبھی صحرا میں اپنے پاس

اے کاش تنہا مل جائے تو پوچھوں اُسکو میں
تھا من میں کھوٹ تو کِیا کیوں پیار اپنے ساتھ

آئے تو رکھے ہر جگہ اُڑتے ہوئے قدم
لاگے کہ دل نہ بھلے ہے اُس کا ہمارے ساتھ

اِس پر وہ بولا جھوم کر اب آ تُو میرے ساتھ
دشمن کی آج تجھ سے میں کھل کر کرونگا بات

اِس کے ہی ہاتھ سے کہ تُو آزمایا جائیگا
نعرہ ترا اِسی سے ہی لگوایا جائیگا

شفقتیں لگیں نہ جب تلک مہریں لعین کی
مرکز سے ہو نہ فیصلہ صدق و یقین کا

کربلا کے حوالے سے (ظاہر اور باطن)

حُسنِ یار کی آرتی

اِک کربلا ہے خاک پر اِک دل کے طاق پر
ہے دونوں کے یزیدوں کی ہیئت جُدا جُدا

اِک کا تو سر قلم ہوا حیدرؑ کی تیغ سے
دُوجے کا 'لا' کی تیغ بن سر کٹ نہیں سکتا

شِمروں کی بھی ہیں اِن کے ہاں تصویریں مختلف
خنجروں کی بھی ہے اِن کے ہاں شدت جدا جدا

جو مر گیا ہے اُس کے ہیں پیچھے لگے ہوئے
جو زندہ ہے اُس کے نہیں کوئی سر کو کاٹتا

یہ ہیں اُسی کمال کے شیشوں کے سب کمال
جس کے کمال کا نہیں ثانی کوئی دوسرا

کامل تھا اِن کو کر دیا اُس باکمال نے
کم ہوتا اِن میں ایک تو بنتی نہ کربلا

اِک وہ کمال کہ کھلا جا نوکِ سانگ پر
جس کو خدا بھی دیکھ کر پردے میں نہ رہا

شفقتؔ یوں حُسنِ یار کی اُترے گی آرتی
ہونگے حسینؑ آنکھ میں ، قدموں میں سر میرا

گھر کا گھر

اِخلاصِ عاشقی

دیکھیں یہ کربلا ہے وہ جسکی کہ خاک پر
اخلاصِ عاشقی پہ بڑا تبصرہ ہوا

وجداں میں کیا کہ شِمر کو نہیں مرحبا کہا
خنجر کو کیا حسینؑ نے بوسہ نہیں دیا

کیا وقت کچھ نماز کا مانگا نہیں گیا
کیا حلق سے اِک خون کا دریا نہیں بہا

کیا رنگ و نور کا سماں باندھا نہیں گیا
کیا جھوم کر خدا وہاں سینے نہیں لگا

اِن دوستوں کے حق میں کیا مانگی نہیں دُعا
جن نے کہ سَر حسینؑ کا جھومر بنا دیا

آقاؐ معراج کو گئے باہوش باحواس
لیکن یہ قافلہ وہاں باہوش نہ گیا

کوئی سانگ پر تھا اور کوئی خنجر کی دھار پر
کوئی صدقے یار پر ہوا کوئی دیکھتا رہا

شفقتؔ کہا حسینؑ نے دامن کو جھاڑ کر
دیکھیں یہ گھر کا گھر ہے کوئی پیچھے نہیں رہا

کرب و بلا اللہ کا شہر

جہاں نمازِ عیدِ معلیٰ باجماعت ادا کی گئی

نوکِ سانگ پر سجدے کی ڈیفینیشن

ایک سجدہ خاک پر ہے خالق اور مخلوق کا
ایک سجدہ سانگ پر ہے عاشق اور معشوق کا

ایک سجدہ آنکھ کا ہے مست و رقصاں جانِ جاں
عادی جو اِس جام کے ہیں وہ پیئیں پانی کہاں

ایک سجدہ تِل کا ہے رخسار پر آتش فشاں
جو گئے اُس آگ میں اُن کو فلک ڈھونڈے کہاں

ایک سجدہ ہے جبیں کا عرشِ اعلیٰ لامکاں
جس پہ چھ ماہ کے ہزاروں ہوں تصدق گل فشاں

ایک سجدہ ہے جہنم میں دکھی مخلوق کا
تھام لے ہے عرش پر جا کے جو دل معشوق کا

عباسؑ جانِ مرتضیٰؑ شانِ مرتضیٰؑ

آداب کا سراپا وہ اخلاص کا پیکر
مولا کا جگر بند وہ شبیرؑ کا دلبر
اِس واسطے کہتا نہ تھا شبیرؑ کو بھائی
باندی کا میں بیٹا ہوں میں اوقات میں کمتر

شبیرؑ کہ فرماتے اُنہیں جان و جگر بند
ہم دونوں کا اِک باپ ہے سلطانوں کا سرورؑ
جب چھلنی وہاں ہو کے گِرا پاؤں میں اختر
شاہؑ بولے خدارا کہ مجھے کہہ دے برادر

یہ آس مرے دل کی ہے اب پوری تُو کر دے
ورنہ میں خفا تجھ سے رہوں گا یوں عمر بھر
پھر بھائی کہا ادب سے عباسؑ نے رو کر
اور خاک کو قدموں کی پیا خون سے دھو کر

پھر بولے گلے لا کے ہوئی دور جدائی
ہے فخر مجھے میں کہ ہوں عباسؑ کا بھائی
کل یار کے جب حُسن کا بازار لگے گا
کربل کے شہیدوں کا واں گلزار سجے گا

گردن یہ تیری آنکھ پہ واروں گا خدا کی
پھر رکھوں گا قدموں میں یہ تصویر وفا کی
بولوں گا خداوندا کہ یہ راعی ہے میرا
تابندہ وفا زندہ حیا بھائی ہے میرا

میری کہ ترے حق میں دُعا ہوتی رہے گی
اِس ادب کی تجھ کو بھی عطا ہوتی رہے گی
اُس آنکھ کی جب تک یوں جفا ہوتی رہے گی
گردن یہ تری اُس پہ فدا ہوتی رہے گی

عباسؑ جہاں تک کہ یہ بازار رہے گا
تو عشق کی فوجوں کا علمدار رہے گا

کربلا

ہے نقشہ کربلا من کی گلی کا

نظر افلاک کی ہے خاک پر کیوں
جُھکی بیٹھی ہے یہ ناپاک پر کیوں

سنا حق کا کہ دھرتی پر گیا ہے
عرش اُس کا ہے کہ ویراں پڑا ہے

حشر کی دید کہ ترسے ہے جس کو
وہ جھولی میں لیے بیٹھا ہے کس کو

کہا حق نے نقارے سب بجا دو
جو سُن سکتے نہیں اُن کو سُنا دو

یہ سر آغوش میں ہے اُس صبا کا
کہ جس نے سر کیا اونچا وفا کا

ہے دے دی عشق کو اِس نے دوا کیا
سکھایا ہے وفا کو ہے وفا کیا

وہ کہ چھ ماہ کا بچہ بھی نہ چھوڑا
دِیا اور جھاڑ کر دامن دکھایا

کہا اِس پر بھی کہ سر سرنگوں ہے
یہ سب تیرا تھا باقی تُو ہی تُو ہے

حسینؑ ہوتے ہزاروں تو لٹاتا
کٹا کر تیری راہوں میں بچھاتا

عرض کرتا کہ اِن پر چل کے آیئے
نرم تلووں کو گرمی سے بچایئے

یہ صدقہ بھی لگے ہے کیسا صدقہ
گھرانہ اور بس شبیرؑ تنہا

سُنا جب یہ تو سر اُٹھا خدا کا
جنابِ مرتضیٰؑ کا مصطفیٰؐ کا

کہا لہرا کے پھر حق نے جہاں کو
سلام اپنا مکاں و لامکاں کو

عرش جائے جہاں اپنی بلا سے
مجھے جانا نہیں ہے کربلا سے

نشہ چھانے لگا ہے آگہی کا
مزا آنے لگا ہے عاشقی کا

ہے نقشہ کربلا من کی گلی کا
لگا ڈیرہ جہاں ابنِ علیؑ کا

بازوئے شمشیرزن

حضرت علیؑ بن ابی طالب

کبھی مصطفیٰؐ کی ہے سیج پر کبھی سانگ پر ہے سجا ہوا
کوئی بتا سکے ہے یہ بھید کیا علیؑ ہر طرف ہے ڈٹا ہوا
کبھی سر بکف ہے میدان میں کبھی سر بہ مست جہان میں
کبھی متقی کبھی باصفا کبھی قدسیوں میں گھرا ہوا

وہ جواں نظر وہ جگر کہاں علیؑ جیسا شیر ببر کہاں
جو اٹھا خدا کے جلال میں صفیں چیرتا وہ چلا گیا
شفقتِ علیؑ کا فقر کہاں علیؑ جیسا خیر کا در کہاں
کبھی مانگا نامِ خدا اگر سب گھر کا گھر اُسے دے دیا

اقلیمِ وفا

جب صدرِ محمدؐ سے حسنینؑ لپٹ جاتے
تب عجب سماں بنتا تب عجب فضا بنتی
کبھی زُلف صبا بنتی کبھی آنکھ قضا بنتی
کبھی زہرِ ہلاہل سے لالہ کی قبا بنتی

سو بار یہ دیکھا ہے افلاک کی آنکھوں نے
جہاں نور یہ مل جاتے تصویرِ خدا بنتی سی

بے ذوق حُسن رہتا بے شوق عشق پھرتا
کربل جو نہ دھرتی پر اقلیم وفا بنتی

روزہ اور ارشادِ خداوندی

روزے کا بدلہ میں ہوں
اور میری معیت میں رہنے کا نام روزہ ہے

مل جائے نازنین جو فقر و غنا کے ساتھ
روزہ ہے تو پھر گھومیئے ربّ سے ملا کے ہاتھ
روزے میں اُس کمال کا ادنےٰ کمال دیکھ
تکنا جسے محال ہے اُس کا جمال دیکھ

فرمایا روزے دار کو یوں سینچتا ہوں میں
وہ مجھ کو دیکھتا ہے اُسے دیکھتا ہوں میں

شفقتؔ وہ زلف عنبریں کاجل کی گھات کیا
سارا جسم جب وہ بنے پھر دل کی بات کیا

روزوں کی گذرگاہیں

عُشاق کے روزوں کی ہیں ایسی گذرگاہیں
جہاں حوریں بکھر جائیں جنت کی مریں مائیں

جب روزوں کی مہمیزیں سانسوں میں اُتر جائیں
پھر بندہ خدا دونوں اِک ساتھ نظر آئیں

جہاں آنکھیں ملِا چاہیں جہاں ہونٹ جلا جائیں
پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ وہ بانہوں سے بچ جائیں

ہے اتنا فرق شفقتؔ مُلاں اور عاشق میں
یہ حوروں میں کھو جائیں وہ رب میں اُتر جائیں

رمضان ماہِ عاشقاں

اللہ حُسن محمدؐ عشق روزہ عاشقی

ماہ رمضاں مُرسلینِ عاشقاں
جیسے جبرائیلؑ اندر عرشیاں

روزہ ہے تو تُو خدا ہیں ایک جاں
ورنہ تُو خاکی وہ شاہِ لامکاں

روزہ کیا ہے ، اِک سرُورِ آگہی
بیخودی ، بس بیخودی ، بس بیخودی

اللہ کیا ہے ، دلبری ہی دلبری
اور محمدؐ ، عاشقی ہی عاشقی

کعبے میں مُورت نہیں دلدار کی
کربلا چلمن اُٹھائے یار کی

کعبے میں شفقتِ قدم خاروں پہ ہیں
کربلا میں ہونٹ رخساروں پہ ہیں

تین دن کا روزہ اور ضربِ صمیم
جس سے بن گئی کربلا عرشِ عظیم

یار تھا ربّ اُن کا اور وہ پیار تھے
نیزوں پر ٹانکے جو روزے دار تھے

سالہا تقووں بھرا تیرا دھرم
بھاری اُس پر عاشقی کا اِک قدم

زاہدی سے لاکھ تُو بھر لے ظرف
عاشقی شامل نہیں تو برطرف

سحری میں ہیں تازہ دم شدادیاں
اور افطاری میں ہیں فرعونیاں

بچ جا اِس شہوت کدہ معمور سے
پھونک دے جنت نکل جا حور سے

نازنیں تیرا اُدھر صحرا میں ہے
حُسن جس کا پیکرِ لیلیٰ میں ہے
آگے شفقتؔ اُن درختوں کے قیام
جن پہ لکھے تھے محبت کے سلام

اللہ سے اللہ مانگے جو اصلی ہے روزے دار
اللہ سے حوریں چاہے جو ٹھرکی ہے روزے دار

ماہِ صیام میں

اللہ اور روزے دار کبھی روبرو کبھی آس پاس

اللہ کو بے نقاب ہیں یہ دیکھنے کے دن
رمضان کہ خدا سے ہیں مل بیٹھنے کے دن

اللہ سے اور مخلوق سے سچ بولنے کے دن
حق ناپنے کے دن ہیں یہ حق تولنے کے دن

ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ہیں گھومنے کے دن
زلفیں لہرا کے زلفوں کو ہیں چومنے کے دن

سحری بھی رب کے ساتھ ہے افطاری بھی ہو ساتھ
تصویریں کھینچنی ہیں تو ہیں کھینچنے کے دن

ایسے نہ دیکھو گے خدا کو اپنے روبرو
جیسے یہ مل رہے ہیں اُسے دیکھنے کے دن

شفقتؔ کہ نقش آنکھ میں بھر لے تُو یار کے
آتے ہیں اُس پر بھی کبھی چند روٹھنے کے دن

روزہ

اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہنے کا نام ہے نہ کہ کھانا پینا چھوڑنے کا

ہے روزہ کہ تُو یار سے نظریں ملا کے رکھ
اُس نازشِ بہار کا گُھنگٹ اُٹھا کے رکھ

دم دم اُتار حُسن کی تُو اُس کے آرتی
اللہ کو من کی سیج کا دولہا بنا کے رکھ

مانو اَزل سے دینِ خداوند ہے عاشقی
بس عشق کو تو راہوں میں اُسکی سجا کے رکھ

ہیں کہ اَزل سے دو جہاں روزے کے رقص میں
اِن کے تُو کل افطار کی مینا اُٹھا کے رکھ

اِک اِک کو اُس کے نام کا جامِ وصل پلا
اِک اِک کو عشقِ یار میں شفقتؔ نچا کے رکھ

کلمہ، نماز، روزہ اور مسلمان

کلمہ یہ ہے تُو خدا سے پیار کر
عشق کے لائق ہے وہ اِقرار کر

ہوں رکوع میں رنگ اِس انداز کے
غزنوی جوں سامنے ایاز کے

فرق ہے تو ہے فقط اِک آنکھ کا
ورنہ وہ تجھ سے نہ تُو اُس سے جُدا

روزہ بر آواز ہے ہر گوش میں
وہ ترے من میں ہو تو آغوش میں

چہ مسلماں ؟ حق زبان و حق بیاں
چوں محمدؐ ، درمیانِ دو جہاں

کچھ ماہِ رمضان سے

دیکھ چہروں پر ہے کچھ افسردگی
من میں اپنے ہیں مگر ہریالیاں

یہ ہے اپنا ظاہر و باطن دیکھ لے
ان میں ناممکن کہ ہوں تبدیلیاں

تو کہ ہے خود آپ جنت کا اسیر
تجھ سے کیا باتیں کریں اُدھیالیاں

کاش کہ تو دیکھ لیتا بام پر
ٹانکی ہیں کس نے وہ بھاگوو الیاں

کس طرف ہیں جا رہے یہ قافلے
کس طرف ہیں کٹ رہی اسواریاں

پھر جنازے ہوتے شفقتؔ عید پر
پھر دھنک پر ناچتیں متوالیاں

روزہ

ولائیتِ کامل اورعشقِ خداوندی کی تکمیل

’روزہ میرے لئے ہے اور میں اِس کی جزا ہوں‘

روزے میں بندے اور خدا کی اشتراکیت کچھ اِس طرح ہے

رب آنکھ بنے تیری رب ہاتھ بنے تیرا
جب تک کہ رہے روزہ رب ساتھ رہے تیرا
افلاک کے سنگ جنت جھک جھک کے تجھے دیکھے
جبریلؑ کے سنگ عرش بھی دیدار کرے تیرا

دن رات کٹیں تیرے آغوشِ خداوند میں
تو پیار بنے اُس کا وہ یار بنے تیرا
مر جائے اگر شفقتؔ تو روزے کی حالت میں
پھر من میں خداوند کے دربار بنے تیرا

رحمتوں بھرا تہوار اور لچھے دار تقریر

روزے داروں میں کسی شب کا کوئی تہوار تھا
آخری عشرہ تھا وہ رمضان کا بازار تھا
نیکیوں پر مولوی کا زور تھا اصرار تھا
جو بھی تھا پر یہ بیاں ظالم کا لچھے دار تھا

آیئے لکھوایئے بھر بھر کے دامن دیجئے
چندہ جنت کے لئے فنڈ حور کے دیدار کا

ہو طلب جسکو کہ ہو اس کے نکاح میں مہ جبیں
وہ قطعہ مسجد کو دے مہرِ معجّل یار کا

ایسی من موہنی تھیں باتیں جسمیں میں بھی کھو گیا
رالیں ٹپکیں ہاتھ سے نامہ گرا سرکار کا

لے کے چند سکے جب اُس نے مجھ کو ٹوکن دے دیا
یوں لگا جیسے کہ خنجر چل گیا مکار کا

دیکھا جب ہاتف نے تو پھر دور سے آواز دی
یہ ہوس کا ٹکٹ ہے قاتل ہے میرے پیار کا

پھینک دے تو منہ پہ اُس کے دوڑ آ میری طرف
دیکھ تجھ بن سُونا ساون ہے میرے گلزار کا

جب سنی آواز تو دوڑا میں دلبر کی طرف
جو کہ میرا منتظر تھا عشق میں سرشار تھا

لے کے دامن میں مجھے پھر جانب دریا چلا
جس جگہ نیّا کھڑی تھی بانہوں کا پتوار تھا

حوروں کو شفقتؔ بٹھا کر دیکھا حق کے روبرو
دھول پاؤں کی لگیں ذرّہ دِکھیں پیزار کا

عیدالفطر کی چاند رات کا ایک منظر

شر کے آئینے میں

یہ چاند رات ہے کہ ہے رمضان کا دفن
یا پھر ہے یہ آزادئ شیطان کا جشن

تکتے ہی تکتے کھیل کا پانسہ پلٹ گیا
یا ہم کہ تاجدار تھے یا سر پہ ہے کفن

روزوں میں حُسنِ یار کی گھاتیں کدھر گئیں
سجدوں میں جو کٹی تھیں وہ راتیں کدھر گئیں

سحری میں دلبری کی وہ جھاتیں کدھر گئیں
شفقت مِٹھے منٹھار کی باتیں کدھر گئیں

پھر آگئے اُس راہ پر جس راہ چلے تھے ہم
وہ راہ کہ جس سے یار کو نہ پاسکے تھے ہم

حضرت علیؑ کے حق میں

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرہؑ کا اظہارِ عقیدت

پردوں میں گم تھی عدم کے دام کی نہ نام کی
گر علیؑ نہ ملتے تو تھی فاطمہؑ کس کام کی

نہ تصور میں حسنؑ تھے نہ خیالوں میں حسینؑ
نہ مدینہ کربلا نہ جھلک تھی اُس بام کی

وہ رکابیں گر نہ کٹتیں اور نہ گرتے گر حسینؑ
کس طرح تصویر کھنچتی اُس شہِ گلفام کی

ڈھونڈ کر دیتے نہ مجھ کو سر اگر شیر خدا
آرتی کیسے اُترتی شام کے آشام کی

میں بنی تب فاطمہؑ جب کہ علیؑ کے حرم میں
آ جھکی تو جھک گئیں سب چادریں احرام کی

جب علیؑ کے حق میں شفقتؔ پوچھیں گے مجھ کو خدا
میں کہوں گی میں ہوں باندی اُس مہِ اکرام کی

مہرِ فاطمہؑ

اسلامی نکاح کا بنیادی حصہ

لکھا گیا وافر غیر معجّل حق مہر

مرد کی 'میم' کو کاٹنے کیلئے دو دھاری تلوار کا کام کرتا ہے

حکمِ احمدؐ ہے بنامِ مرتضےٰؑ
دے علیؑ فوراً تُو مہرِ فاطمہؑ

یہ ادا ہو گا سرِ فہرست میں
تا کہ تم دونوں رہو بہشت میں

جو لکھا جائے مگر ہو نہ ادا

اتنے عرصے کا جماع قابل زنا

یہ نافرماں بچے سرکش بیویاں

ہے یہ سب غیر معجّل کی سزا

اُمِ فاطمہؑ

حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ

زہد میں مریمؑ تھیں گویا تقویٰ میں تھیں زکریاؑ
خلد کا آئینہ تھیں کیا وہ اِرم کا چہرہ تھیں کیا
خادمیت میں وہ خاوند کے تھیں مطلع روزگار
مشکلوں میں وہ نبوت کے لئے پہرہ تھیں کیا
دین نے لکھا ہے ان کو بیویوں کی دینیات
یہ کہ دنیا کی بھی زوجاؤں کے سر سہرا تھیں کیا

یہ کہ ان کے نور سے جلوہ فگن تھیں فاطمہؑ
یہ کہ پنجتن پاک پر یہ عرش کا سایہ تھیں کیا

یہ کہ ان کے خون میں پوشیدہ تھے حسنؑ وحسینؑ
یہ کہ جذب آگہی میں عشق کا جلوہ تھیں کیا

جان بن کر آ گئیں تھیں وہ محمدؐ کے لیے
جان بھی وہ جس بنا زندہ کوئی رہتا ہے کیا

جب خدیجہؑ قربِ احمدؐ سے گئیں سُوئے بہشت
آنکھ میں شفقت محمدؐ کی کوئی چھپتا نہ تھا

نکاحِ زہرہؑ

نکاح کے معنی تحویل میں آنا ، ملکیت میں آنا
بندگی میں آنا ، کنیزکی میں آنا ، غلامی میں آنا

نکاح میں باپ کی جانب سے عطیہ تھا یہ زہرہؑ کا
نبوت سے ملی چکی ، فقر سے کارِ مشکیزہ
نگاہیں تھیں کہ سجدہ ریز تھیں پاؤں میں حیدرؑ کے
تلاوت کے لئے بابِ حرم تھا چہرہ حیدرؑ کا

نکاح جب سے ہوا کعبے کو جا کر پھر نہیں دیکھا
نگاہِ عشق میں کعبہ بنا تھا گھر وہ حیدرؑ کا

حسینؑ و حسنؑ تھے شفقت کہ تھے سرشار مستی میں
جہاں مل بیٹھتے بنتا وہاں چہرہ محمدؐ کا

نکاحِ زہرہؑ

زہرہؑ کی کہ نگاہ تھی حقِ مُبین پر
زہرہؑ کا تھا نکاح ہوا اللہ کے دین پر

تقویٰ ملا تھا مہر میں چکی جہیز میں
مشکیزہ زاہدی رکھا دوشِ حسین پر

دیکھی نہ اِس کے گھر کسی لونڈی کی چاکری
جبکہ تھی اِس کی سروری خلدِ برین پر

زہرہؑ کہ اِک رسول ہے زہرہؑ پیغمبر است سَ
زہرہؑ کہ اِک کتاب ہے عورت کے دین پر

شوہر علیؑ کی ذات ہو جس کا کہ فقر میں
ثانی نہ جس کا ہے کہیں روئے زمین پر

شفقتؔ کہ جس کا پسر ہو شاہوارِ کربلا
جھومر ہے عاشقی کا جو حق کی جبین پر

حق مہر کا غلط استعمال اور اِسکی توہین و ذِلت

تصوف کے آئینے میں

پہلی رات مرد کی اپنی بیوی سے حق مہر کی حقیقی روح پر تفصیلاً عارفانہ گفتگو

مرد اپنی بیوی سے :- کہ مہر کیا ہے؟

مہر ہے منہ دکھائی گُھنڈ اُٹھانا رُخ سے عورت کا
کہ جیسے خاک کے بُت میں اُتر جانا نبوت کا

مہر ہے کہ بھروں میں جھولی تیری ایسی دولت لمسے
وہ دولت لمک زمانے میں بدل نہ ایسی دولت لمک

مہر ہے کہ حکم نامہ خداوند کا رسالت کا
مہر میں ہی ہوا زن کو حکم خاوند کی بیعت کا

مہر ہے کہ ہے تُو تحویل میں میری اطاعت میں
میں ہوں کہ وارث کل ہوں ترے من کی وراثت کا

نظر مطلق نہ اُٹھنے پائے ہے یہ غیر کی جانب
اگر ایسا نہ ہو تو ہے یہی کٹ جانا عورت کا

مہر شفقت ہے کہ جیسے خدا کا شوق و چاہت میں
محمدؐ کو نظارہ ہو کرانا اپنی صورت کا

غیر معجّل حق مہر

مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کی ایک فتنہ ساز دستاویز جو کسی بھی صورت خاوند اور بیوی کے دلوں کو ملنے نہیں دیتی

حق جیسے کہ شیدا ہے اِس بندے کی صورت کا
اور بندہ کہ جلوہ ہے اُس حُسن کی مورت کا
تب ہی تو لکھا حق نے عورت کے صحیفے میں
خاوند سے وفا کرنا حق مہر ہے عورت کا

کیوں آج اِس عورت کی خاوند سے نہیں بنتی ہی
اِس غیر معجّل نے سر کاٹا محبت کا

اِس غیر معجّل نے نفاق بھرا دل میں
یہ بھی اِک فتنہ ہے شیطان کی فطرت کا

یہ غیر معجّل کہ اعلان ہے دنیا میں
اللہ سے بغاوت کا توہینِ رسالت کا

زہرؑا کی اطاعت کی تکذیب کری اِس نے
زہرؑا سے بدل جانا مر جانا ہے عورت کا

داخل ہو نہ جنت میں عورت کہ وہاں جب تک
نامہ ہو نہ ہاتھوں میں زہرؑا کی شفاعت کا

بے ادب یہ زہرؑا کی آباد ہے جس گھر میں
حق بولے ہے اُس گھر سے کیا کام ہے جنت کا

شفقتؔ کہ جو شوہر کو زن اپنا خدا مانے
گھر بیٹھی مزا لوٹے اللہ کی زیارت کا

ولیمہ

بعد اَز شبِ وصال پارسائیِ زن کے حق میں دی گئی دعوتِ شیراز

تصوف کے آئینے میں

ولیمہ ہے بیانِ مردِ کامل
ہمہ تن پارسائی زن کا حامل
وصل کی شب کِھلا ہے من کا گلشن
عروسی میں ہے اِس کا پاک دامن
ہوا وعدہ ایفائے زندگی کا
اطاعت کا ادائے بندگی کا

کہ باندی ادب میں مہمیز ہو گی
میرے سجدے تیری دہلیز ہو گی

تو پھر اس نے کہا خطبہ نبیؐ کا
جو چاہے زن کہ حج ہو آفریں کا
کرے طواف شوہر کے حرم کا
اور لے بوسہ وہ پھر اِسکے قدم کا

یہی ہے عارفوں کا راہ و رہبر
یہی زن کا ہے شفقتؔ حجِ اکبر

عورت

المعروف معصومہ مومنہ

ہر لحظہ ہے عورت کی نئی آن نئی شان
پیر اِسکا ہے ابلیس مُرید اِسکا ہے شیطان
ضد پر جو اتر آئے تو پھر اللہ نگہبان
نہ سکھ نہ برہمن نہ یہ ہندو نہ مسلمان
شیطان کے پکڑے کو خدا بخش دے شاید
جو ہتھے چڑھا اس کے وہ مارا گیا نادان

دھرتی پہ گُلِ لالہ ہے جنت میں یہ شبنم
نامردوں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

عیاری و مکاری و طراری و کرتوت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتی ہے یہ شیطان

چند اِن میں تھیں کچھ ایسی کہ تھیں مردوں میں شامل
ہمت میں بھی سلطان ، محبت میں بھی سلطان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ شفقت
مارے نہ اگر زن تو یہ مرتا نہیں انسان

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ

بیٹی کو چھپا کے رکھ

صدیوں زندہ درگور کی جانے والی بیٹی آج اپنے محسن اعظم، رحمت عالم ﷺ کی رعائتِ جان بخشی کا مذاق اڑا رہی ہے

سالا، سسر اور داماد

غیرت عرب

الفاظ اُنہیں کھاتے تھے سالا کے سسر کے
داماد اُنہیں لگتے تھے پیکان زہر کے

یہ اُن کا تمدن تھا کہ غیرت تھی نظر میں
بیٹی کو دبا دیتے تھے وہ زندہ قبر میں

غیرتِ عجم

یہ اپنا تمدن ہے کہ غیرت سے ورا ہے
بیٹی ہے کہ بازار اِسے دیکھ رہا ہے

اب غیرتِ مذہب کو یہاں کیسے بچائیں
درگور کریں اِس کو کہ یا زندہ جلائیں

غیرت کا لہو تیرا یہ اب چاٹ رہی ہے
سر تیری یہ سرداری کا اب کاٹ رہی ہے

دُشنامیٔ سسرال سے دل مر گیا تیرا
دامادوں سے اَب سارا شہر بھر گیا تیرا

کالج کی پڑھی آج سرِ بام کھڑی ہے
یہ تیرا کفن تیرا دفن لے کے چڑھی ہے

فیشن یہ جہنم کا بدن سینچ رہا ہے
شیطاں ہے کہ ہر آن اُسے کھینچ رہا ہے

غیرت ہے عرب جیسی تو پھر ایسے نہ گھر جا
کل تونے اِسے مارا تھا آج اِس سے توُ مر جا

فرمان نبیؐ یہ ہے کہ بیٹی کو چھپاؤ
آواز پہ بھی اس کی یہاں پہرہ بٹھاؤ

ہے زندہ تو تُو اِس کا نہ آوارہ چلن کر
مر جائے تو پھر رات کو توُ اِس کو دفن کر

چُھپ جائے اگر بیٹی تو تکمیلِ ایماں ہے
ورنہ یہ تیرے نام پہ تذلیلِ جہاں ہے

حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اِبراہیمؑ

بے مثل ماں ، بے مثل باپ

عشق خداوندی کے آئینے میں

نہ فطرت کے نگینے میں نہ قدرت کے خزاحنے میں
لگے لاکھوں زمانے ہیں خدا کو ماں بنانے میں

مگر وہ جانِ من اس کا وہ ابراہیمؑ شاہ اِس کا
نہ اُس سا اِس خزانے میں نہ اُس سا اُس خزانے میں

رکھے جس کے لئے دیئے جلا کر رات کو چھت پر
کہ شاید دیکھ کر آ جائے وہ گھر کے ویرانے میں

مگر وہ سخت جاں دلبر بِناں دیکھے ہی یہ کہہ دے
کہ ایسی کئی ہزاروں ہیں میرے دیوان خانے میں
وہ ’سارا ئیں‘ؑ کہ لاکھوں جھوم کر قدموں پہ سر رکھیں
نہ دم ماریں وہ آنے میں نہ دم ماریں وہ جانے میں

نظر اُس حُسن کو شفقتؔ فقط اتنا تکا پائے
عکس تھوڑا سا آنے میں جھلک تھوڑی سی جانے میں

حج میلادِ ہاجرہؑ

فضل عورت پہ ہو جب کبریا کا
کھلے تب راز خاوند کا خدا کا

اُٹھا نہ ہاتھ مروہ پر دعا کا
فکر تھا بس تو خاوند کی رضا کا

حکم جاری ہوا ربِ علیٰ کا
ہے کامل دِیں گھرانہ ہاجرہؑ کا

اِسی کو مان لے ساری خدائی
کہ ہے احسان تم پر ہاجرہؑ کا

چلے گی اب شریعت ہاجرہؑ حر کی
چلے گا دیں یہاں اب ہاجرہؑ حر کا

اَجر اِس کا مِلا یہ ہاجرہؑ کو
لگے ہر سال میلہ ہاجرہؑ کا

پڑھے دنیا ولادت مصطفیؐ کی
کرے میلاد کعبہ ہاجرہؑ کا

جسے حق نے کہا تھا کُنت کنزاً
وہ شفقت تھا قبیلہ ہاجرہؑ حر کا

خیر وشر کے حوالے سے

جنت کس ماں کے قدموں میں ہے؟

خاوند اور ماں

خدا خاوند کے معنوں میں کرے اوتار اللہ کا
ملا خاوند جسے اُس کو مِلا ہے پیار اللہ کا

یہی الفاظ اُترے ہیں جہاں میں باپ کے حق میں
جو دیکھے باپ کو بیٹا کرے دیدار اللہ کا

ماں اور جنت

کوئی ماں کہہ کے جنت پاؤں میں کامل نہیں ہوتی
فنا جب تک نہ ہو خاوند میں یہ اکمل نہیں ہوتی
جھکاتی جو نہیں اولاد کو والد کے قدموں پر
خدا کہتا ہے وہ ماں ماؤں میں شامل نہیں ہوتی

تاریخ کے آئینے میں اہل دانش کا تجزیہ

موجودہ دور حضرت نوحؑ کی گستاخ بیوی اور نافرمان اولاد کا دور ہے جو کم و بیش ساڑھے نو سو سال پر محیط رہا اور قہر خداوندی کے طوفان میں ان گستاخوں کو غرق کر کے ختم ہوا۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ کتنے عرصے پر محیط رہتا ہے اور کتنی گستاخ ماؤں کو انکی اولاد سمیت قہر خداوندی میں غرق کر کے ختم ہوگا۔

ماں کے ذمے باپ کا ادب

گذارش ہے یہ ماں سے کہ رکھو سنبھال کر بچے
کہ اِنکی سپرداری میں خدا کے ہاں تو کامل ہے
بنا سکتی ہے تُو بیٹے کو شب میں غوث عالم کا
مگر اس میں آداب باپ کی بھی شرط شامل ہے

اصلاح کا مشترکہ عمل

اگر اولاد پر یکمشت ہو ماں باپ کی سختی
تو مل سکتا نہیں اُن کو ِسرا کم زاد ہونے کا

اگر دونوں طرف سے ایک جانب بھی ملاوٹ ہو
تو پھر مل جائیگا اُن کو درہ آزاد ہونے کا

☆☆☆

خزاجنے پھوٹ پڑتے ہیں قدوم ماں سے گوہر کے
جھکا دیتی ہے جب اولاد کو قدموں پہ شوہر کے

قربانیوں کا عاشقانہ سفر

ابن ہاجرہؑ حضرت اسمٰعیلؑ سے لے کر ابن زہرہؑ حضرت امام حسینؑ تک

اصل حج میلہ ہے اہل وفا کا | میلادِ پاک بی بی ہاجرہؑ کا
صفا مروہ کا منظر جانِ عالم | وجد ایسا بھی ہے عشقِ خدا کا
وہ اسمٰعیلؑ بیٹا ہاجرہؑ کا | خدا کا نائب وہ پیکر حیا کا
سُنا اس کو گیا قربان کرنے | وہ والدؑ جو کہ تھا شیدا خدا کا
چھُری کی جان پر تھی موت طاری | تھا اُس کو سامنا دو عاشقوں کا
اُدھر فرمان تھا کٹنے نہ پائے | اِدھر اعلان تھا ہو گا یوں ہو گا

کہا اس پر یوں بی بی ہاجرہؑ نے
خدا پر ایک اسمٰعیلؑ ہے کیا

ہزاروں ہوتے تو قربان کرتی
مزا آ جاتا پھر قربانیوں کا

مگر افسوس بیٹا ایک ہی تھا
وہ صدقے میں دیا ہے تو دیا کیا

ترستی تھیں نگاہیں دیکھنے کو
ابھی تو تھوڑا ہی پردہ ہلا تھا

کھڑی تھیں پاس ہی زہرہؑ بھی انکے
جھکا تھا سر جہاں خیر النساؑ کا

قدم چھو کر کہا زہرہؑ نے بی بیؑ
یہ حصہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کا

ہزاروں ہونگے قرباں بارگاہ میں
مگر ایسے ہوا کوئی نہ ہو گا

جو ٹانگے سانگ پر سر مسکرا کر
یوں شفقتؔ دم بھرے کوئی عاشقی کا

دنیا کی آخری قِسط

خداوندِ قدوس کا اپنے فرشتوں سے خطاب

کاکل کی گھٹا لاؤ کاجل کی صبا لاؤ
جو کچھ بھی پڑا میرا دھرتی سے اُٹھا لاؤ
ماں باپ بھی کونے میں کسی، گھر کے پڑے ہوں گے
تصویروں کو اُن میری پلکوں پہ بٹھا لاؤ
اب خاک پہ جانے کو دِل میرا نہیں چاہتا
اور پیار میں آدم کو اَب کرنا نہیں چاہتا
تاراج کیا اُس نے یہاں میری وفاؤں کو
دھرتی پہ رُلا ڈالا دھرتی کے خداؤں کو

فیضانِ ہاجرہؑ

ماں کے عظیم کردار کے آئینے میں

معظم کر دیا کس نے حرم کی راجدھانی کو
ملا یہ فیض کس کے پاؤں کا زم زم کے پانی کو

دیا ماں کا لقب کس نے خدا کی مہربانی کو
صفا مروہ کھڑے ہیں در پہ کس کی ترجمانی کو

یہی ہے ہاجرہؑ کہ ماں ہے جو سارے زمانوں کی
مسیحاؑ کی ، محمدؐ کی ، نبیوںؑ کی ، اماموں کی

خدیجہؑ، فاطمہؑ ، مریمؑ یہ سارے روپ ہیں اُس کے
قبائیں ہیں جو مردوں کی ،جو مائیں ہیں جوانوں کی

اگر نہ ہاجرہؑ ہوتی تو ماں ہوتی نہ دھرتی پر
نہ سجدے میں کوئی گرتا نہ اُٹھتا کوئی نیزے پر

نہ فطرت کے نگینے میں نہ قدرت کے خزانے میں
لگے لاکھوں زمانے ہیں خدا کو ماں بنانے میں

گھر سیدھا

اگر ماں سیدھی ہو جائے تو ہو جائے ہے گھر سیدھا
چلے خورشید انگلی پر ، نظر سے ہو قمر سیدھا
مسخر ہے اگر عورت حیاداری کے آنگن میں
ہمارا دین پائندہ ہمارا معاشرہ سیدھا
اُدھر پولیس ملت کی اِدھر ملاں یہ مسجد کے
جو نیت سیدھی یہ کر لیں تو ہو جائے سفر سیدھا
اُدھر افواج وہ اپنی اِدھر وارث حکومت کے
ملا لیں ہاتھ آپس میں تو ہو جائے نگر سیدھا

جو سیدھا ہونا ہے شفقتؔ تو سادھو ڈھونڈنا ہو گا
بِناں سادھو کے اِس من کا نہیں ہوتا بشر سیدھا

احترامِ قلندرؒ

شریعتِ محمدیہؐ اور فقہ علیؑ سے بغاوت
فرموداتِ قلندرؒ سے انکار، رسمی نعرے کسبی دھمال
پاسبانِ حرم کی سفارشات پر ایک کھلی دستاویز

نشے کی بن گئی منڈی وہ گہوارہ قلندرؒ کا
جہاں توڑا گیا تھا وہ کبھی بت خانہ اندر کا
یہ ہم سب سروسیاہ بندے نہ سمجھیں گے قلندرؒ کو
قلندرؒ سب سکل سب سا اللہ کا ، اللہ قلندرؒ کا

نہیں کر پا رہے ہم خاک پر تعمیر انساں کی
کٹا جس کے لیے کربل میں تھا کنبہ قلندرؑ کا

نظر آتا ہے ہم ہیں آج انکاری قلندرؒ کے
کوئی ایسا عمل ہم میں نہیں دِکھتا قلندرؒ کا

علیؑ کے میکدہ سے فیض ملتا ہے قلندرؒ کو
قلندرؒ کہ علیؑ کے دل میں ہے روزن پیغمبرؐ کا

بناں یاری قلندرؒ کے کھلے کھڑکی نہ اندر کی
بناں رقصِ قلندرؒ نہ کھلے عرفان اندر کا

تکے اعمال جب جبریلؑ نے دربار پر اپنے
کہا اُس نے کوئی اِن میں نہیں لگتا قلندرؒ کا

نہیں ہے وہ کہ اپنی ذات میں دیدار کے قابل
نہیں رکھتا جو یارانہ کسی مردِ قلندرؒ کا

جو ہم شفقتؔ یہ چرسی حسبزی والے مر نہیں جاتے
کبھی ہو گا نہ دھرتی پر یہ سر اونچا قلندرؒ کا

یاد رکھ پیارے

فقیر نہیں بولتا، فقیر کا عمل بولتا ہے

پیارے یہ گنبد ٹاور ہے تیرے دیس کا
اِسے دیکھو اور اپنے وطنِ آخرت کی تیاری کرو

کیوں یہ ٹاور دیس کا تجھ کو نظر آتا نہیں
کیوں قبر کا نام سُن کر دل تیرا ہنستا نہیں

جبکہ حضرت کو یہاں ملنے کا ہے دعویٰ تجھے
پھر قبر کو کیوں تُو حرمِ کبریا کہتا نہیں

یا خدا تُو یارؐ کی اپنے دِکھا دے اِک جھلک
کیا کہ پانچوں وقت تُو یہ التجا کرتا نہیں

بات جانی یہ فقیروں کی تُو پلے باندھ لے
ایسے دلبر نہ ملے تُو جب تلک مرتا نہیں

کیا کہ تیرے جان و دل پر چھا گئی عورت تیری
کیا کہ یہ اللہ نبیؐ سے سربسر دھوکا نہیں

کل خدا مارے گا تیرے منہ پہ تیری بندگی
کیوں تُو دھوکے باز شفقتؔ ڈوب کر مرتا نہیں

سرتا پا خدا

تصوف کی دنیا محبت کی دنیا

یہ دنیا تصوف کی نہیں آب سے گِل سے
یہاں دل ہیں کہ مل جاتے ہیں اِک دوجے کے دل سے

یہاں حکم گذرنے کا نہیں بادِ صبا کو
جب بات کا آغاز ہو رخسار کے تِل سے

یہاں ساغر و مینا ہیں کہ لب دیدہ و دل کے
رکھتے ہیں قدم اِن پہ کہ ہم سوچ سنبھل کے

درشن ہیں کہ کر لیتے ہیں آپس میں یوں مل کے
میں اُس سے نکل کے وہ کبھی مجھ سے نکل کے
شفقت کہ کبھی چوما کریں نام وہ اپنے
وہ نام جو اشعار بنے اپنی غزل کے

تصوف کی دنیا

چہ است؟

تصوف کی دنیا محبت کی دنیا
سراپا خداوندِ عزت کی دنیا

خدا اور بندہ یہاں روبرو ہوں
نگاہیں ملی ہوں دمِ گفتگو ہوں

خداوند کا گھونگٹ اٹھائے یاں بندہ
خدا کو محبت سکھائے یاں بندہ

جہاں ہوتے ہیں جان و دل ریزے ریزے
وہ اک اک قتل گاہ دکھائے یاں بندہ

یہاں کیمرے ہیں کہ ہاتھوں میں ان کے
لئے بیٹھا اللہ لئے بیٹھا بندہ

وہ تصویریں شفقتؔ ملائی گئیں تو
اُدھر دیکھا اللہ اِدھر دیکھا بندہ

تصوف کی روشنی میں

دانش مندانِ علم و حکمت اور صاحبانِ قانون ساز کی خدمتِ عالیہ میں دھرتی کو جنت نظیر بنانے کا مشورہ

اگر نافذ جو ہو جائے تصوف
نکھر جائے جہاں میں آدمیت

فلک پر وجداں فردوسِ بریں ہو
زمیں پر ہر جگہ رقصاں ہو جنت

جہاں کے سب اَدب اَزما چکے ہیں
کسی سے بھی ملی نہ جاں کو راحت

مسالک ہیں کہ برگشتہ جہاں میں
مصیبت در مصیبت در مصیبت

ہوس حوروں کی غلمانوں کی چاہت
حفظ میں روز و شب تلقینِ جنت

اِنہیں کی غرض و غائت میں عبادت
اِنہیں پر خودکشی اور قتل و غارت

کیے ہیں شر نے یہ حالات پیدا
نہ جانے کس طرف بھاگی محبت

تصوف رازِ حق سرِّ حقیقت
تصوف فقرِ احمدؐ عاشقی اَست

تصوف نورِ حق مُہرِ نبوت
تصوف حاصلِ کل رب کی صورت

نہ جب تک رائج ہو شفقتِ تصوف
بدل سکتی نہیں دھرتی کی قسمت

جشنِ مصطفےؐ کے آئینے میں

دل کی حالت دیکھ

مصطفیؐ کی آمد پر اپنے درودیوار سجانے والے، خدا کے گھر یعنی اپنے دل کی حالت دیکھ

جو دل سینے میں ہے حجرہ خدا کا
ہے اِس میں ٹانکا فوٹو مصطفیؐ کا
حکم ہے جس کے حق میں کبریا کا
ہے اِسؐ سے تم کرو وعدہ وفا کا
لکھا تھا یاد کر پیڑوں پہ تم نے
کہ تُو اپنے خدا کا دلربا تھا

تکو کیا حال کر رکھا ہے دل کا
وہ دل کہ جو کبھی عرشِ اللہ تھا

بھرے جاتا ہے اِس میں کوڑا کرکٹ
ہوس حوروں کی جنت کی ہوا کا

توُ کہ جب دھو رہا ہے بام اپنا
کہ جب گندہ کیا ہے گھر خدا کا

نہیں زیبا تجھے جشنِ محمدؐ
کہ جھوٹا نعرہ ہے یہ مرحبا کا

کہ توُ کھویا ہوا ہے حور و زن میں
تیرا اللہ نبیؐ سے واسطہ کیا

اُدھر دیکھو کہ کس پر کربلا میں
ہوا صدقے گھرانہ مصطفیٰؐ کا

جوں مومن کیلئے دنیا ہے دوزخ
جہاں دن رات کھٹکا ہے گناہ کا

یونہی شفقتؔ جسے کہتے ہیں جنت
جزیرہ ہے زنانِ بے حیا کا

حال کی حقیقتیں اور سچائیاں

بیٹی جو گھر میں ہے تو تُو بر کی تلاش کر
بیٹا بیاہنا ہے تو پھر گھر کی تلاش کر

ایسا نہ ہو کہ دیر میں تن بٹ جائے تیرا
ہنگامِ خیر و شر میں یہ سر کٹ جائے تیرا

یہ ہوس کا وجود ہے کر دے گی تیرا ناس
چوسے گی تیری ہڈیاں کھائے گی تیرا ماس

لڑکی کہ لے اُڑے گی کسی جاں نگار کو
لڑکا کہ پھانس لے گا کسی دلبہار کو

شیطاں کی واردات میں اِک جاں ہیں خیر و شر
شہوت کہ دیکھتی نہیں گھوڑا ہے یا کہ خر حر

چُوہڑوں سے اِن کی مالکیں آنکھیں ملا رہیں
سائیسوں کے ہاں شہزادیاں گھوڑے چرا رہیں
آنکھیں کھلیں گی نہ تو پھر بیٹھا تکے گا تُو
زندہ بھی رہ سکے گا نہ ، نہ مر سکے گا تُو

جیسے بھی ہو سکے انہیں زیب سہاگ کر
ورنہ یہ تجھ کو بھونیں گے ذلت کی آگ پر

خیر وشر کے حوالے سے

آج دو قسم کی عورتیں اُبھر کر سامنے آئی ہیں

ایک وہ عورت جو خاوند سے خلع لے کر فخر محسوس کرتی ہے، جبکہ اِس میں اِسکی تذلیل ہے۔ دوسری وہ عورت جو بندگی کی حد تک خاوند سے محبت کرتی ہے۔ یہی وجودِ زن ہے جو رنگینیٔ کائنات ہے۔ پیارے یاد رکھ! شرک کے بعد خلع یا طلاق خاک پر خدا کا ایسا ناپسندیدہ عمل ہے جس پر شیطان ناچتے اور فرشتے سوگ مناتے ہیں۔

آہ! آج کا ہمارا تمدن

جس کے ماتھے پر کہ اب جھومر سجے طلاق کا
ایسی عورت پر تمدن کو ہمارے ناز ہے

بولے کہ شاباش تو نے ماں کا سر اونچا کیا
تو کہ اپنے باپ کے حق میں بڑا اعزاز ہے

دوسری عورت ہے یہ کہ پیکرِ شرم و حیا
ایسی کہ دونوں جہاں میں قبلہ گاہِ ناز ہے

کیونکہ اِس نے مرشدِ زہرہؑ کا سر اونچا کیا
جس کا کہ بیٹاؑ خدا کے عشق کا شہباز ہے
یہ کہ اِس کو چھپ کے رہنے کا ہے حکمِ مصطفیٰؐ
یہ ہے وہ کہ جو سدا لبیک بر آواز ہے

یہ کہ جب مر جائے تو راتوں میں اِس کو دفن کر
یہ ہے وہ کہ جس پہ خُلدِ آفریں کو ناز ہے

تضمین

آجائے کسی دن وہ ایسا تو نہیں لگتا
ہاں وعدہ مگر اُس کا جھوٹا بھی نہیں لگتا

قربت سے میری اکثر وہ ایسے نکل جائے
میں اُس کا نہیں لگتا وہ میرا نہیں لگتا

یہ جھوٹ خدا جانے کب سیکھ لئے اُس نے
اَب لاکھ وہ سچ بولے سچا تو نہیں لگتا

جھرمٹ میں رقیبوں کے کہا اُس نے وہاں ٹھہرو
منہ لگنا یوں دشمن کے اچھا تو نہیں لگتا

مر جاؤ تو بالآخر یہ آنکھیں کھلی رکھنا
بن دیکھے جو مر جائے اپنا تو نہیں لگتا

ایسا بھی نہیں شفقتؔ تربت پہ میں نہ آؤں
اتنا بھی پرے رہنا اچھا تو نہیں لگتا

واہ رے خاکی

واہ رے خاکی ، رب وہ تجھ کو اسقدر چاہا کرے
تیری ہی آنکھوں سے تجھ کو ہر طرف دیکھا کرے

وہ کہ نازاں ہر گھڑی کرتا پھرے ہے اہتمام
یہ کہ بندہ آج کھانے میں پسند کیا کیا کرے

جبکہ وہ خود منہ میں اِسکے ڈالے لقمے ہاتھ سے
اور یہ اُسکی انگلیوں کو ہونٹ سے چاٹا کرے

جب کبھی کہ اِس کے اندر چل اُٹھے بادِ صبا
یہ کہ اپنے رب کے ہاں صحراؤں میں ٹہلا کرے

اور جب وہ نازنیں بیٹھے ہے اِس سے روٹھ کر
اور یہ بانہوں میں اپنی اُسکو جا گھیرا کرے

اتنے گم کہ دونوں تنہا سانس لے سکتے نہیں
یہ کہے مولا کرے اور وہ کہے بندہ کرے

ہم تو شفقتؔ آ گئے ہیں اُس گلی کو چھوڑ کر
جس گلی میں لا شرک خود شرک کا دھندہ کرے

گنبد یا ٹاور

پیارے گنبد مسجد کا ہو یا کسی مزار کا، ان سب کا رُخ تیرے رب کے حرم کی طرف ہے جہاں کبھی تیری اور تیرے رب کی آنکھیں ملی تھیں

گنبد نہ سمجھ ہے یہ تیرے دیس کا ٹاور
ہے اس سے ذرا آگے حرم تیرے جگر کا
سامان ابھی سے ہی تُو رکھ باندھ کے اپنا
کب کردے اشارہ وہ حُسن تیرے سفر کا
وہ حُسن کہ جب آنکھ ملائے گا وہ تجھ سے
رکھے گا نہ وہ تجھ کو اِدھر کا نہ اُدھر کا

اِس سے کہ قبل ہوش چرا لے ہے وہ تیرا
اِس سے کہ قبل بکھرے شیرازہ یہ نظر کا

رکھ سینچ کے تُو اپنی قبر سیج کی مانند
اور ٹانک دے پھر اِس پہ کہیں نامہ ہجر کا

وہ نامہ کہ جب پڑھ لے تو پھر بولے وہ تجھ سے
یہ نامہ کہ لکھ لایا ہے تُو میرے ہی گھر کا

یہ نامۂ دل جبکہ وہاں میں نے لکھا تھا
دل کاٹا قیامت کا جگر کاٹا حشر کا

جب دیکھی میرے ہاتھوں میں تصویر تمہاری
اور تیر تکا مجھ پہ چلا تیری نظر کا

شفقتؔ کہ وہ تِل چومنے پھر آیا بشر کو
جو ٹانک کے سر نیزوں پہ لے جائے بشرؑ کا